باعث سو نہیں سکتے، رات کو سوتے سوتے ہڑبڑا کر اٹھ بیٹھتے ہیں اور دن کو سائرنوں کی آواز سے خوف زدہ رہتے ہیں۔

عراقی حکومت کو سزا دینے کے لیے جو بمباری کی جاتی ہے، اس سے بے گناہ شہری ہلاک ہوتے ہیں۔ آرچ بشپ نے کہا کہ وہ اقوام متحدہ جا کر عراق کا مقدمہ لڑنے کے لیے تیار ہیں، بشرطیکہ ''وہ مجھے سنیں۔ وہ اچھی طرح جانتے ہیں کہ میں سچ بولوں گا۔ میں انہیں بتاؤں گا کہ پابندیاں حقیقت میں عامۃ الناس کے خلاف ہیں، اور یہ بالکل غیر منصفانہ ہیں۔'' (کرسچن وائس، ۵ ستمبر ۱۹۹۹ء)

مالدیپ: ''مسیحیوں سے پوچھ گچھ جاری ہے۔''

[دو لاکھ اڑتالیس ہزار افراد کی آبادی پر مشتمل مالدیپ میں مسیحی آبادی شاید ایک فی ہزار سے بھی کم ہے، اور ان میں سے کوئی مالدیپ کا اصل باشندہ نہیں، بلکہ یہ مسیحی مالدیپ میں مقیم سنہالیوں، ہندوستانیوں یا مغربی ممالک کے باشندوں سے تعلق رکھتے ہیں۔ مقامی آبادی تقریباً سو فیصد مسلمان ہے۔ مالدیپ یوں تو ایک عرصے سے مسیحی مبشرین کی نظر میں ہے، تاہم گزشتہ ڈیڑھ دو سال سے مالدیپ پر ان کی توجہ بڑھ گئی ہے۔

وردنگ (برطانیہ) سے فیبا ریڈیو (FEBA Radio) نے ۱۹۹۸ء کے وسط میں مالدیپ کے لیے نشریات کا آغاز کیا۔ ہر جمعے کو آدھ گھنٹے کے پروگرام میں ہلکی پھلکی موسیقی کے ساتھ کسی سماجی مسئلے کو موضوع بحث بنایا جاتا تھا، اور اس کے حوالے سے مسیحی نقطہ نظر پیش کیا جاتا تھا۔ پروگرام کو ''براہ راست دل کی گہرائیوں سے'' کا نام دیا گیا ہے، جو مالدیپ کی مقامی زبان میں پیش کیا جاتا ہے۔

ان نشریات سے مالدیپ میں پریشانی محسوس کی گئی۔ ۲۹ جون ۱۹۹۸ء کو مالدیپ کی انتظامیہ نے ۱۵ غیر ملکی مسیحیوں کو ملک سے نکل جانے کے احکام دیے ہیں، اور اُن کے پاس جو تبشیری لٹریچر تھا، اسے ضبط کر لیا گیا۔ مغربی اور بالخصوص تبشیری ذرائع کے مطابق بعض مسیحیوں کو گرفتار بھی کیا گیا، تاہم ستمبر ۱۹۹۹ء میں تبشیری سرگرمیوں میں ملوث ہونے کی بنا پر کوئی شخص حراست میں نہیں تھا۔

مالدیپ کے عوام میں مذہبی اثرات بہت نمایاں ہیں۔ The Prince of Egypt (شاہزادۂ مصر) کے نام سے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر بننے والی فلم کی نمائش پر مالدیپ میں پابندی لگادی گئی ہے، حکومتی ذرائع کے مطابق یہ اقدام اس لیے کیا گیا ہے کہ فلم میں حضرت موسیٰ کو جس طرح پیش کیا گیا ہے، یہ قرآن مجید کی تعلیمات کے منافی ہے۔ اس سے پہلے حکومت مالدیپ "Ben Hur" اور "The Ten Commandments" پر پابندی لگا چکی ہے۔

مسیحی مبشرین مالدیپ کی صورتِ حال کو کس طرح دیکھتے ہیں؟ Pulse میں شائع شدہ حسبِ ذیل مضمون سے واضح ہے۔ یہ مضمون جریدے کے مدیرِ انتظامی جناب سٹین گتھری کا لکھا ہوا ہے۔ مدیر]

جمہوریہ مالدیپ کی تقریباً سو فیصد مسلم آبادی کو انجیلی پیغام سنانے والے مسیحیوں کے جوش و خروش کو، اگر شکست نہیں تو، سخت مزاحمت کا سامنا ضرور کرنا پڑا ہے۔ گزشتہ چند ماہ میں، سری لنکا کے جنوب مغرب میں واقع چھوٹے چھوٹے جزائر پر مشتمل ملک سے تمام غیر ملکی مسیحیوں کو گرفتار کر لیا گیا اور ''زندگی بھر'' کے لیے اُنہیں دیس نکالا دے دیا گیا۔ مالدیپ کے جو شہری حلقہ مسیحیت میں داخل ہو گئے تھے، اُنہیں جیل میں ڈال دیا گیا، بعض کو اُن کے مذہب کی بنیاد پر تشدد سے گزرنا پڑا ہے، تاہم حکومت اس بات سے انکار کرتی رہی ہے کہ کسی مسیحی کو جیل میں ڈالا گیا ہے یا اُس سے

بدسلوکی کی گئی ہے۔

مسیحی مبشرین اپنے مسیحی بھائیوں کی تکلیف پر پریشان ہیں، مگر وہ اپنے ساتھیوں کے اس فیصلے کو چیلنج نہیں کر رہے کہ مقامی زبان میں بائبل کا پیغام کیوں نشر کیا جا رہا ہے، البتہ اُنہیں حیرت ہے کہ آیا اُنہوں نے پروگرام کے لیے صحیح وقت کا انتخاب کیا تھا یا نہیں؟ عمومی رائے یہ ہے کہ سیشلز سے فیبا ریڈیو نے ۱۳ اپریل سے جن نشریات کا آغاز کیا تھا، حالیہ بحران اس کا نتیجہ ہے۔ نشریات جو عارضی طور پر معطل ہیں، موسیقی پر مبنی ہیں۔ ان میں کسی سماجی مسئلے پر مسیحی نقطہ نظر شامل ہوتا ہے۔

صورتِ حال پر نظر رکھنے والے ایک باخبر ذریعے کے مطابق ''ملک کو مسیحی اثرات سے پاک کرنے کی کوشش بلاشبہ ریڈیو پروگرام کے خلاف ردِعمل ہے۔ مقامی ذرائع ابلاغ نے اسے اپنی قوم کے خلاف سولہویں صدی میں پرتگیز قبضے کے بعد سب سے بڑا حملہ قرار دیا تھا۔''

فیبا کے ''ڈائریکٹر پروگرامز'' جناب ٹونی فورڈ نے بتایا کہ نشریات کے مرکزی پروگرام- ''براہ راست دل کی گہرائیوں سے'' - کا تصور، جنوبی ایشیا کے ایک مسیحی گروپ کی تخلیق تھا: ''ہم سمجھتے ہیں کہ یہ گروپ مالدیپ میں مسیحیوں سے ربط ضبط رکھتا تھا جنہوں نے نشریات سے اتفاق کیا تھا۔ ہمارا پہلے کی طرح اب بھی یہ خیال ہے کہ نشریات جن کے لیے پیش کی جاتی ہیں، اُنہیں ہی ان کے بارے میں فیصلہ کرنا چاہیے۔''

مسیحی مالدیپ میں کئی برسوں سے کام کر رہے ہیں۔ کم از کم ۱۵ غیر ملکی مسیحیوں کو زندگی بھر کے لیے ملک سے نکالا جا چکا ہے، جب کہ مالدیپ کے مسیحیوں، اُن کے خاندانوں کے افراد، یا دوستوں کو گرفتار کیا گیا اور جیل میں ڈالا گیا ہے، اور کم از کم دو نوجوان خواتین کے ساتھ بدسلوکی کی گئی ہے۔ ان دو میں سے ایک کو مارا پیٹا گیا ہے اور پولیس نے اُنہیں جان سے مار دینے کی دھمکی دی ہے۔ سری لنکا کی تنظیم ''ایونجلیکل الائنس'' کے گوڈ فرے یوگا راجا کے مطابق مسیحیوں کو بدنامِ زمانہ ''دھونی دھو'' جیل میں رکھا گیا ہے جو دارالحکومت مالے کے قریب ایک جزیرے میں ہے۔

۲۸ جون کو ''ایونجلیکل فیلوشپ آف ایشیا'' اور ''ایونجلیکل الائنس آف سری لنکا'' کی مذہبی آزادی کے لیے کام کرنے والی ذیلی تنظیموں نے احتجاج کیا اور یومِ دُعا منایا ہے۔ گوڈفرے یوگاراجا نے بتایا ہے کہ ۲۶ جولائی مالدیپ کا یومِ آزادی ہے، مگر ''آزادی کے بارے میں دعوے اُن سیکڑوں مالدیپی باشندوں کے لیے بے معنی ہیں جو اپنے ضمیر کے مطابق عمل کرنے کے نتیجے میں بدسلوکی کا شکار ہیں یا جن کے عزیزوں کی پکڑ دھکڑ جاری ہے، اور اس لیے خاندانوں سے الگ کر لیے گئے ہیں کہ اُن کے پاس لوقا کی انجیل کا ایک نسخہ تھا یا ایک مسیحی مذہبی پروگرام سنتے تھے۔''

اوپر کی سطروں میں جس ذریعے کے حوالے سے لکھا گیا ہے، اُس کے مطابق ''جب نشریات مالدیپ کے لیے شروع کی گئیں تو ہمیں متوقع خطرے کا اندازہ تھا، اور ہم یہ خطرہ مول لینے کے لیے تیار تھے۔ بدقسمتی سے مالدیپ میں یہ انتخابات کا سال ہے، اور شاید اس پس منظر میں نشریات کے آغاز کے لیے وقت موزوں نہیں تھا۔ صدر مملکت پانچ سال کی مدت کے لیے پانچویں بار انتخابات میں حصہ لے رہے ہیں، اور اس بات کا بہت زیادہ امکان ہے کہ وہ اس حوالے سے تشویش میں مبتلا ہوں۔ میری ذاتی رائے تو یہ ہے کہ مسیحیوں کو نشانہ بنا کر قوم کی توجہ کو اُس کی داخلی گروہ بندی سے ہٹانا مقصود ہے، اور صدر مملکت کو ایک ہیرو کے طور پر پیش کرنا ہے جس نے ملک کے سو فیصد اسلامی تشخص کا تحفظ کیا ہے۔''

اس کے برعکس فیبا کے ڈائریکٹر پروگرامز اس رائے سے مطمئن نہیں کہ نشریات حالیہ پکڑ دھکڑ کا سبب ہیں، تاہم وردنگ (انگلستان) میں فیبا کے صدر دفتر سے اپنے ہم نواؤں کو دعا کے لیے کہا گیا ہے، اور بعض افراد نے اپنے طور پر عدالت کا دروازہ کھٹکھٹانے کا فیصلہ کیا ہے۔

جناب ٹونی فورڈ نے کہا: ''مالدیپ میں مسیحیوں کے ساتھ جو کچھ ہوا ہے، ہمیں اس پر افسوس ہے، ہم دُعا کرتے ہیں کہ اُنہیں جلد اس سے نجات مل جائے۔ ہمیں نشریات کے دوبارہ اجراء کے لیے جب کہا جائے گا، تو ہم اس پر ہمدردانہ غور کریں گے۔ فیبا ریڈیو مشن کے انجیلی مقاصد پر یقین

رکھتا ہے، اور ہمارا مقصدِ وجود مسیحی دین کو دوسروں تک پہنچانا ہے۔ ہم کسی قسم کے عقائد پر حملہ کرنے سے اجتناب برتتے ہیں، اگرچہ ہماری زیادہ تر نشریات میں ان عقائد کے لیے چیلنج موجود ہوتا ہے۔ یہ انجیل کی ماہیت ہے، اور ہم چیلنج کو کمزور کر کے پیش کرنے کی جرات نہیں کرتے، بلکہ خوشخبری پھیلنے دیتے ہیں۔"

ایک اور تبشیری ذریعہ مسیحیوں پر زور دے رہا ہے کہ وہ عتاب زدگان کے لیے دُعا کریں، اور اُن کی طرف سے مالدیپ اور ریاست ہائے متحدہ امریکہ کی حکومتوں سے اپیل کریں۔ مسیحیوں کو یہ بھی جاننے کی ضرورت ہے کہ "بااختیار کون ہے۔" مزید کہا گیا ہے کہ: "تاریخ اور پاک نوشتوں سے واضح ہے کہ جب اُس کے لوگ دُعا کرتے ہیں تو خداوند ایسے بحرانوں سے اُنہیں نکال دیتا ہے۔"

مقبوضہ کشمیر: "ہر گلی اور ہر گھر میں انجیلی پیغام پہنچایا جائے گا۔"

مقبوضہ کشمیر میں ایک جانب گزشتہ دس گیارہ برس سے مسلم آبادی حصولِ آزادی کے لیے قربانیوں پر قربانیاں دے رہی ہے، قبرستان آباد ہوتے جا رہے ہیں اور بستیاں اجڑتی جا رہی ہیں۔ پورا مقبوضہ کشمیر ایک فوجی کیمپ کا منظر پیش کرتا ہے۔ شہری سہمے ہوئے اور قابض فوج کے سپاہی پریشاں ہیں کہ کس مصیبت میں پھنسے ہوئے ہیں۔ اس کیفیت کے ساتھ مسیحی مبشرین نے اسے اپنا ہدف قرار دیا ہے کہ ۸۳ لاکھ آبادی کے علاقے کو بائبل سے بھر دیا جائے گا۔

"سن ۲۰۰۰ء تک کشمیر پہنچیے" (Reach Kashmir 2000) کی ایک مشاورت (۵-۷ جولائی ۱۹۹۸ء) میں سیکڑوں افراد شریک ہوئے، اور طے کیا گیا کہ ۱۶۵ مختلف نسلی گروہوں اور ۷۵ چھوٹی بڑی زبانیں بولنے، اور ۶۷۸۸ دیہات اور شہری بستیوں میں بسنے والے ان لوگوں کی